جلد 19، شمارہ 1 جنوری 2019ء

ماہنامہ آب حیات لاہور
جنوری ۲۰۱۹ء

ماہنامہ آب حیات کا ⑲واں سال

مولانا محمود الرشید حدوٹی

الحمدللہ ثم الحمدللہ، الحمدللہ ثم الحمدللہ

آج سے اٹھارہ سال پہلے انتہائی نامساعد حالات میں ہم نے محض اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے ماہنامہ آب حیات کا لاہور سے آغاز کیا تھا، شروع شروع میں ہم نے ایک مختصر سا رسالہ شائع کیا تھا، جس کی تحریریں بہت مختصر ہوتی تھیں، شروع شروع میں ماہنامہ آب حیات کا سرورق بھی سادہ بلکہ کالا کلوٹا ہوا کرتا تھا، جوں جوں وقت گزرتا گیا توں توں ماہنامہ آب حیات میں نکھار آتا گیا، صفحات بڑھتے گئے اور سرورق دلکش ہوتا گیا۔

ہمارے ساتھ جو لوگ شروع دن سے ہمسفر ہیں وہ بہت اچھی طرح سے ہمارے اس سفر کی مشکلات کو جانتے ہیں، ہمارے ہمسفروں میں بہت سے لوگ اس وقت منوں مٹی تلے آسودہ خاک ہیں، وہ دنیا سدھار چکے ہیں، ہم لوگ جو ابھی تک حیات مستعار میں سانسیں لے رہے ہیں ہم بھی اپنا سفر زندگی مکمل ہونے کا انتظار کررہے ہیں۔

ہم جو لگاتار اٹھارہ سال قلم و تحریر کے ذریعے دین اسلام کی آبیاری، اشاعت اور تبلیغ کررہے ہیں اس پر ہم جتنا اور جس قدر بھی اللہ کا شکر ادا کریں کم ہے، اس لیے کہ رحمت کائنات، فخر دوعالم حضرت نبی کریم، حضور رؤوف ورحیم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل ختم ہو جاتے ہیں، ہاں

① صدقہ جاریہ
② نیک عمل
③ نیک اولاد، یہ تین چیزیں باقی رہتی ہیں۔

اٹھارہ سال سے ہمارے لیے، ہمارے ہم سفر ساتھیوں کے لیے، ہمارے چاہنے والوں کے لیے، ہمارے معاونین ومساعدین کے لیے ذخیرہ آخرت بننے کے لیے ہزاروں قرآنی آیات، ہزاروں احادیث، ہزاروں دینی مسائل، سینکڑوں اصلاحی واقعات، وقت کے تقاضے کو پیش نظر رکھتے ہوئے درجنوں مضامین لکھے گئے، پھر اشاعت پذیر ہوئے، پھر لاکھوں لوگوں کی نظر سے وہ مضامین گزرے اور ان شاءاللہ قیامت کی صبح تک آنے والے انسان ان سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔

ہم اپنے اکابرین، اپنے بزرگوں، ولیوں، نیکوکار لوگوں کی سوانح عمریاں دیکھتے ہیں تو حیران ہو جاتے ہیں کہ ان لوگوں نے کن مشکلات کا سامنا کیا، کن نامساعد حالات میں انہوں نے دین کا کام کیا، آج ان کا فیضان ہمارے پاس موجود ہے، یہ ان کا صدقہ جاریہ ہے، ان شاءاللہ آنے والی نسلیں، آنے والے لوگ جب ہماری اس محنت سے فائدہ اٹھائیں گے تو یہ کار خیر ہمارے لیے صدقہ جاریہ بنے گا۔

ہم لوگ نوافل پڑھتے ہیں، نمازیں ادا کرتے ہیں، حج کرتے ہیں، عمرے کرتے ہیں، صدقات دیتے ہیں، زکوٰتیں ادا کرتے ہیں ان سب کا فائدہ انسان کی اپنی ذات کو ہوتا ہے، مگر دین کی تبلیغ کرنا، دین کی اشاعت کرنا، دوسروں کو دین کی طرف بلانا، دوسروں تک اللہ کے دین کی بات پہنچانا یہ وہ کام ہے جس سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے، اللہ کی مخلوق اس سے فیض اٹھاتی ہے، اللہ کی مخلوق کو فائدہ پہنچتا ہے، گمراہ لوگ راہ راست پر آتے ہیں، اس محنت کی وجہ سے بے ہدایت لوگ ہدایت پر آتے ہیں، بے

نمازی نمازی بن جاتے ہیں، دین سے دور دین کے قریب آجاتے ہیں، اللہ کے باغی اور نافرمان لوگ اللہ کے مقرب بن جاتے ہیں، شتر بے مہار کی طرح زندگی گزارنے والے ایک اصول وضابطے کے مطابق زندگی گزارنا شروع کر دیتے ہیں۔

ہماری گزری تاریخ میں لاکھوں بزرگ، ولی اور نیک لوگ دنیا میں زندگی گزار کر چلے گئے، مگر ہم ان بزرگوں، ان نیک لوگوں اور ان ولیوں کے فیض سے فائدہ اٹھارہے ہیں جنہوں نے قلم وکتاب کو زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنایا، جنہوں نے تحریری کام کیا، ان کی کتابیں ہماری لائبریریوں میں کسی نگینے کی طرح سجی ہوئی ہیں، ہمیں جب کوئی موضوع دیکھنا ہوتا ہے ہم ان بزرگوں کی کتابیں الماری کے ریک سے نکال کر دیکھتے اور پڑھتے ہیں، ان لکھنے والوں کو آج بھی ثواب مل رہا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی ایک بڑے عالم گزرے ہیں، جنہوں نے جلالین نامی قرآن کی تفسیر لکھی، جنہوں نے در منثور نامی قرآن کی تفسیر لکھی، جنہوں نے دیگر بے شمار علمی کتابیں تحریر فرمائیں، انہوں نے آج سے کئی سو سال پہلے کتابیں لکھیں جب کاغذ عام نہیں تھا، جب پریس عام نہیں تھے، جب چھپائی کا خاطر خواہ انتظام نہیں تھا، اس کے باوجود انہوں نے کتابیں لکھیں اور آج ہم ان سے فائدہ اٹھارہے ہیں۔

علامہ ابن تیمیہ کو آج دنیا شیخ الاسلام کہتی ہے، انہوں نے اپنی ساری زندگی لکھنے لکھانے میں گزار دی تھی، ان کی کتابیں آج اٹھا کر دیکھیں تو انسان عش عش کر اٹھتا ہے، انسان حیرت میں گم ہو جاتا ہے کہ سبحان اللہ کس قدر علمی موتی انہوں نے پیش کیے، آج ہم ان سے فائدہ اٹھارہے ہیں۔

ہم جب حافظ ابن قیم جوزی کی کتابیں دیکھتے ہیں تو حیران ہو جاتے ہیں، اس قدر علمی ذخیرہ انہوں نے آنے والی نسلوں کے لیے چھوڑا، علامہ ابن کثیر نے البدایہ

والنہایہ میں انسانی تاریخ پر قلم اٹھایا، تفسیر قرآن میں موتی پرودیے، قصص الانبیاء میں تاریخ انسانی کے عظیم راہبروں کے واقعات قلم بند کیے، آج ہم ان کی تحریر اپنی بساط کے مطابق فائدہ اٹھارہے ہیں، اسی طرح بے شمار مخلصین امت گزرے ہیں جن کی تحریروں سے ہم نہ صرف لطف اندوز ہورہے ہیں بلکہ فائدہ بھی اٹھارہے ہیں۔

گزشتہ صدی میں ہمارے بے شمار بزرگوں نے علمی ذخیرہ چھوڑا، آج امت مسلمہ اس ذخیرہ علمیہ سے فائدہ اٹھارہی ہے، اب تو نیٹ کا زمانہ ہے جو مواد انسان کو درکار ہوتا ہے وہ نیٹ سے مل جاتا ہے، اس سب کا ثواب ان لوگوں کو مل رہا ہے جنہوں نے یہ علمی کام کیا۔

مکتبہ شاملہ کے نام سے نیٹ پر ایک ڈیجیٹل لائبریری موجود ہے، جس میں عربی زبان کی تمام تفاسیر، تمام احادیث کی کتب، تمام فقہی کتب، تمام سیرت النبی کتب، تمام تاریخی کتب موجود ہیں، یہ عرب علماء کرام کی شبانہ روز محنت کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے بہت بڑا علمی ذخیرہ بلا معاوضہ امت مسلمہ کی خدمت میں پیش کیا ہے۔

میرے گرامی قدر قارئین: آج ہم اپنے (19) ویں سال میں قدم رکھ رہے ہیں، ان انیس سالوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صرف ماہ نامہ آب حیات ہی نہیں شائع ہوا بلکہ اس کے ساتھ مستورات کے لیے ماہ نامہ تحفہ خواتین بھی انہی گناہ گار ہاتھوں سے تیار ہو کر مسلمان بہنوں کے ذوق مطالعہ کو تسکین دیتا رہا، انہی عاجز ہاتھوں سے ماہ نامہ صدائے جمعیت لکھا جاتا رہا، انہی فقیر ہاتھوں سے ماہ نامہ شان دار شائع ہورہا ہے، انہی گناہ گار ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی تفسیر لکھوائی ہے، انہی گناہ گار ہاتھوں سے اللہ نے صلاۃ وسلام علی سید الانام نامی کتاب لکھوائی ہے، انہی گناہ گار ہاتھوں سے کوئی ڈیڑھ سو کے قریب کتابیں لکھی جاچکی ہیں، یہ لکھنے لکھانے کا

سلسلہ گزشتہ تیس سالوں سے جاری ہے اور ان شاءاللہ بارگاہ ایزدی میں دست بستہ عرض ہے کہ جب تک جان میں جان ہے وہ اس کار خیر میں لگائے رکھے۔

ماہ نامہ آب حیات لاہور کا تازہ شمارہ آپ کی نگاہوں کے سامنے ہے، آپ کے بابرکت ہاتھوں میں ہے، اسے پڑھیے، اسے دوسروں کو پڑھ کر سنائیے، اسے عام کیجیے، اسے پڑھنے کے بعد ایسے دوستوں کو پیش کیجیے جو پڑھنا چاہتے ہیں، جو کچھ کرنا چاہتے ہیں، یہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہے، یہ ہم سب کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔

قیامت کے دن ان لوگوں کے نامہ اعمال کو وزن دار کیا جائے گا جنہوں نے دنیا میں دین کا کام کیا ہوگا، اس لیے جو کر سکتے ہیں کریں، جو نہیں کر سکتے اس پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ اور استغفار کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی عالی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے۔آمین یارب العالمین بحرمۃ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم

خادم اسلام

محمود الرشید حدوٹی

جامعہ رشیدیہ غوث گارڈن فیز ۲ جی ٹی روڈ مناواں لاہور

۱۶ دسمبر ۲۰۱۸ء بروز اتوار ساڑھے تین بجے سہ پہر

مولانا محمود الرشید حدوٹی مدیر جامعہ رشیدیہ مناواں لاہور

قرآن کریم کا تذکرہ

سوال وہ کون سی کتاب ہے جس میں کسی قسم کا شک اور شبہ نہیں؟

جواب وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن حکیم ہے، جس کی دلیل یہ آیت مبارکہ ہے

ذَلِكَ الْكِتَابُ لاَ رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ{٢} البقرة

یہ کتاب (قرآن مجید) اس میں کچھ شک نہیں (کہ کلام خدا ہے، خدا سے) ڈرنے والوں کی رہنما ہے۔

دنیا اور جنت کے پھل

سوال کیا جنت کے پھل دنیا کے پھل کی طرح ہیں؟

جواب جی ہاں، اس پر قرآن حکیم کی یہ آیت مبارکہ دلیل ہے

وَبَشِّرِ الَّذِين آمَنُواْ وَعَمِلُواْ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الأَنْهَارُ كُلَّمَا رُزِقُواْ مِنْهَا مِن ثَمَرَةٍ رِّزْقاً قَالُواْ هَذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِن قَبْلُ وَأُتُواْ بِهِ مُتَشَابِهاً وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ{٢٥}البقرة

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو خوشخبری سنادو کہ ان کے لئے (نعمت کے) باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، جب انہیں ان میں سے کسی قسم کا میوہ کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا اور ان کو ایک

دوسرے کے ہم شکل میوے دیئے جائیں گے اور وہاں ان کے لیے پاک بیویاں ہوں گی اور وہ بہشتوں میں ہمیشہ رہیں گے۔

انسان کی دو موتیں اور دو زندگیاں

سوال انسان کے لئے کتنی موتیں اور کتنی زندگیاں ہیں؟

جواب انسان کی دو موتیں اور دو زندگیاں ہیں، اس پر قرآن حکیم کی یہ آیت مبارکہ دلیل ہے

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنتُمْ أَمْوَاتاً فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ{٢٨} البقرة

(کافرو!) تم خدا سے کیونکر منکر ہو سکتے ہو جس حال میں کہ تم بے جان تھے تو اس نے تم کو جان بخشی پھر وہی تم کو مارتا ہے پھر وہی تم کو زندہ کرے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔

تفسیر تیسیر القرآن میں اس آیت کے ذیل میں ہے کہ

زندگی اور موت کے چار مراحل: اس آیت میں انسان پر وارد ہونے والی چار کیفیات کا ذکر ہے۔ پہلے موت، پھر زندگی، پھر موت، پھر زندگی۔ روح اور جسم کے اتصال کا نام زندگی اور ان کے انفصال کا نام موت ہے۔ پہلی حالت موت ہے یعنی جملہ انسانوں کی ارواح تو پیدا ہو چکی تھیں۔ لیکن جسم اپنے اپنے وقت پر عطا ہوئے، اسی عرصہ میں عہد الست لیا گیا تھا۔

دوسری حالت انسان کی پیدائش سے لے کر اس کے مرنے تک ہے، جس میں وہ اچھے یا برے اعمال کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ تیسری حالت موت سے لے کر حشر تک اور چوتھی اور آخری حالت دوبارہ جی اٹھنے (حشر) کے بعد لامتناہی زندگی ہے۔

یاد رہے کہ جن حالتوں کو موت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ان میں بھی زندگی کی کچھ نہ کچھ رمق موجود ہوتی ہے۔ مگر چونکہ غالب اثرات موت کے ہوتے ہیں۔ لہذا انہیں موت سے تعبیر کیا گیا۔ کیونکہ پہلی موت کے درمیان ہی عہد الست لیا گیا تھا اور دوسری موت میں ہی انسان کو قبر کا عذاب ہوتا ہے اور دنیا میں بھی یہ حالت خواب سے سمجھادی گئی ہے۔

کیونکہ خواب کی حالت میں انسان پر بیشتر اثرات موت کے غالب ہوتے ہیں۔ تاہم وہ عالم خواب میں چلتا پھرتا، کھاتا پیتااور کئی طرح کے کام کرتا ہے اور خواب یا نیند کو حدیث میں موت کی بہن قرار دیا گیا ہے، زندگی کی نہیں، نیز سونے کے وقت یہ دعا سکھائی گئی ہے۔ اللھم باسمک أموت وأحيیٰ نیز قرآنی تصریحات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ موت سلبی چیز نہیں بلکہ ایجابی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے موت کو پہلے پیدا کیا تھااور زندگی کو بعد میں جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا) اسی نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اعمال کے اعتبار سے اچھا ہے" اور زیر مطالعہ آیت میں انسان کی توجہ اس طرف مبذول کرائی گئی ہے کہ جو ہستی تمہاری ذات پر اتنے وسیع تصرفات کی قدرت رکھتی ہے تم اس کا انکار کیسے کر سکتے ہو؟

مولانا محمود الرشید حدوٹی

وضو کی اہمیت

اسلامی تعلیمات میں وضو کی بڑی اہمیت ہے، حدیث جبریل میں جہاں بڑی اور اہم ترین عبادات کا ذکر کیا گیا ہے وہاں وضو کا ذکر بھی ملتا ہے، جس سے وضو کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

حضرت یحی بن یعمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا، اے ابو عبدالرحمان! کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ تقدیر کی کوئی حقیقت نہیں ہے، تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا کہ کیا ہمارے دور میں ان میں سے کوئی موجود ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں، انہوں نے فرمایا، جب آپ ان سے ملیں تو انہیں میرا پیغام دے دینا کہ ابن عمر اللہ کی بارگاہ میں تم سے برات اور لاتعلقی کا اعلان کرتا ہے، اور تم لوگ اس سے بری ہو، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسی دوران کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اسی دوران ایک آدمی آیا جس کے اوپر سفر کے آثار نہیں تھے، وہ شہر والوں میں سے بھی نہیں تھا، وہ لوگوں کو پھلانگتا ہوا رسول اللہ کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔

پھر اس نے سوال کیا کہ اے محمد! اسلام کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اور اس بات کی گواہی دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اور یہ کہ تو نماز قائم کرے، اور زکوٰۃ دے، اور بیت اللہ کا حج کرے اور عمرہ کرے، اور جنابت کا غسل کرے، اور یہ کہ وضو

کو مکمل کرے، اور یہ کہ تو رمضان کے روزے رکھے، پوچھا کہ جب میں ایسا کرلوں تو کیا میں مسلمان ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، اس نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا ہے۔ (یہ طویل حدیث ہے، یہاں مقصود وضوء کی بات کرنا ہے، اس لیے باقی حدیث اپنے موضوع کے مقام پر ذکر کی جائے گی) (صحیح ابن خزیمہ)

شرح: راوی نے منکرین تقدیر کی شکایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کی کہ وہ تقدیر کو کچھ نہیں سمجھتے، اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے برات اور لا تعلقی کا اعلان کیا اور پوچھنے والے سے فرمایا کہ منکرین تقدیر میں سے کسی سے ملاقات ہو تو انہیں بتائیں کہ ابن عمر تم سے بری ہے اور تم ان سے بری ہو، کہنے کا مطلب یہ تھا کہ تمہارا یہ خیال وعقیدہ تقدیر کے بارے میں درست نہیں ہے، تقدیر ایک حقیقت ہے

ایمان مجمل وایمان مفصل میں اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانے کا اقرار کرنا پڑتا ہے، ایمان کی درستگی کے لیے تقدیر کو تسلیم کرنا شرط ہے، تقدیر پر ایمان لائے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا، اس لیے تقدیر کا انکار نہیں کرنا چاہیے، اسی طرح تقدیر کو دو حصوں میں تقسیم کرنا بھی درست نہیں ہے کہ خیر کا مالک اللہ کو قرار دیا جائے اور شر کا خالق شیطان کو قرار دیا جائے، یہ ایمان اور ایمانیات کے خلاف ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تقدیر پر ایمان رکھتے تھے، نبی کریم ﷺ کی روشن تعلیمات میں تقدیر کو اجاگر کیا گیا ہے، قرآنی تعلیمات میں تقدیر کا جگہ جگہ ذکر موجود ہے، علمائے امت نے قضاوقدر اور تقدیر کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے بڑی اہم کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے تقدیر کے منکرین کو اس امت کے مجوسی قرار دیا ہے، فرمایا کہ اگر منکرین تقدیر بیمار پڑ جائیں تو ان کی بیمار پرسی نہ کرو، اگر یہ مر جائیں تو ان کے جنازوں میں شرکت نہ کرو۔ (ابوداؤد، حاکم)

اس حدیث شریف میں جس آدمی کے آنے کا ذکر ہے اس سے مراد حضرت جبریل امین علیہ السلام ہیں، جو انسان کی شکل وصورت میں تشریف لائے تھے، بخاری شریف کی کتاب الایمان میں یہ روایت موجود ہے۔

جبریل علیہ السلام آدمی کی صورت میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، پھر آپ ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ گھٹنے ملا کر بیٹھ گئے، پھر چند سوالات کیے، ان میں سے پہلا سوال اسلام کے بارے میں تھا، آپ ﷺ نے ان کے اس سوال کے جواب میں توحید ورسالت کا مسئلہ اجاگر کیا کہ اسلام اس چیز کا نام ہے کہ انسان توحید ورسالت کا اقرار کرے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان المبارک کے روزے رکھے، استطاعت اور ہمت ہو تو حج کرے، یہ پانچ ارکان اسلام ہیں، جن پر اسلام کی عمارت کھڑی ہے، آپ ﷺ نے ایک موقع پر اسلام کو ایک محل کے ساتھ تشبیہ دی ہے، اس محل کے پانچ ستون گنوائے، ان میں نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کا نمایاں ذکر فرمایا، جو شخص ان ارکان میں سے کسی ایک رکن کا انکار کرے گا وہ دائرہ اسلام سے باہر ہو جائے گا، کسی شخص کے اسلام کی درستگی کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ ان ارکان کی پابندی کرے۔

نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کے ساتھ عمرے کا بھی یہاں ذکر موجود ہے، عمرہ کے بارے میں صحیح مذہب یہی ہے کہ یہ سنت مؤکدہ ہے، قرآن کریم میں حج کے ساتھ عمرہ کا ذکر آنے کی وجہ سے بعض عمرہ کے وجوب کے قائل ہیں، جوہرۃ النیرہ اور بدائع الصنائع میں اسی کو درست تسلیم کیا گیا ہے، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ عمرہ کو مستحب مانتے ہیں، ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا عمرہ واجب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ عمرہ کرنا افضل ہے۔

جو لوگ قرآن کریم کی آیت مبارکہ

{وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ} [البقرة: ۱۹۶]

سے عمرہ کے وجوب کے قائل ہیں ان کو بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ عمرہ شروع کرنے کے ساتھ واجب ہو جاتا ہے، جیسا کہ نفل نماز شروع کرنے سے پہلے نفل ہوتی ہے مگر شروع کر لی جائے تو شروع کرنے والے کے لیے اس کو مکمل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

اس روایت میں نماز کی درستگی کے لیے وضو کو مکمل کرنا شرط قرار دیا گیا ہے، وضو کے بغیر نماز ادا نہیں ہوتی، اسی طرح نامکمل وضو کے ساتھ نماز نہیں ہوتی، وضو کی تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ تمام اعضائے وضو کو ایک ایک بار دھویا جائے، اس طرح وضو کیا جائے کہ وضو کے چار فرضوں میں سے کوئی بھی چھوٹنے نہ پائے، ان چار فرضوں کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ المائدہ میں ہے، چار اعضاء میں سے سر کا مسح فرض ہے جب کہ باقی تین اعضاء کو دھونا فرض ہے، دونوں ہاتھ دھونا، چہرہ دھونا، پاؤں دھونا یہ فرض ہیں۔ ان کو درست طریقہ سے دھونا چاہیے ورنہ وضو نامکمل رہے گا، ان اعضا کو ایک ایک بار دھونا فرض ہے جب کہ تین تین بار دھونا سنت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف واپس روانہ ہوئے، یہاں تک کہ جب ہم راستے میں ایک پانی کے قریب پہنچے تو کچھ لوگوں نے نماز عصر کے وقت (نماز عصر ادا کرنے کے لیے) وضو کیا، ان لوگوں نے جلدی جلدی وضو بنالیا، جب ہم ان تک پہنچے تو ان کی ایڑیاں چمک رہی تھیں، جنہیں پانی نہیں پہنچا تھا، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (وضو میں خشک رہ جانے والی) ایڑیوں کے لیے آگ کی ہلاکت ہے (تم وضو مکمل کیا کرو) (مسلم)

مولانا مفتی محمد زبیر صاحب جامعہ صفہ کراچی

بیوی کے نام کئے گئے مکان میں ورثاء کا حصہ

سوال میں نے اپنی بیوی کو اپنے والد کی جائیداد کی رقم دے کر ایک پلاٹ اپنی بیوی کے نام کروایا اور اس کو بنوا کر مستقل طور پر اپنی بیوی اور بیٹے کے ساتھ رہنے لگا۔کچھ وقت پہلے میری بیوی کا انتقال ہو گیا۔اب میری بیوی کی والدہ دعویٰ کر رہی ہے کہ چونکہ مکان میری بیٹی کے نام ہے اس لیے مکان فروخت کر کے مجھے حصہ دو! جبکہ میرا مذکورہ پلاٹ کو اپنی بیوی ذاتی ملکیت میں دینا مقصود نہیں تھا۔اب صرف نام ہونے کی وجہ سے مکان کی میراث جاری ہو گی کیا شرعی لحاظ سے میری ساس کا حصہ بنے گا؟ مہربانی فرما کر تفصیل سے مسئلے کا حل تحریر فرمائیں۔(فاروق چودھری، شاہ فیصل کالونی کراچی)

جواب صورت مسئولہ میں اگر آپ نے بیوی کے نام مکان خرید کر خود اس میں رہائش اختیار کرنے سے پہلے بیوی کو تنہا مکمل طور پر قبضہ دے کر مالک بنادیا تھا تو یہ مکان بیوی کی ملکیت ہے۔جس میں ان کے تمام ورثاء کا حق ہے اور ان میں آپ اور بیوی کی والدہ بھی شامل ہیں،اور اگر آپ نے محض کاغذات میں بیوی کے نام کیا تھا اور خریدنے کے بعد بیوی کو مالکانہ حقوق کے ساتھ مالک و قابض بنا کر حوالے نہیں کیا تھا بلکہ آپ پلاٹ کو تعمیر کرا کے بیوی بچوں سمیت اس میں رہتے رہے تو یہ آپ کی ملکیت ہے۔اس میں آپ کی بیوی کی والدہ کا کوئی حق و حصہ نہیں ہے۔

بیٹے کی موجودگی میں پوتوں کا حصہ

سوال ① والد کی زندگی میں بیٹا فوت ہو گیا ہو تو پھر دادا کی میراث میں پوتا اور پوتیوں اور بہو کا شرعاً وراثت میں حصہ بنتا ہے کہ نہیں؟

سوال ② والد کی زندگی میں بیٹا فوت ہو گیا ہے، بیٹے کے ذاتی مال و دولت میں ایک پوتا دو پوتیوں اور بہو کو دادا کی وراثت میں کیا حصے ملیں گے اگر وراثت 42 لاکھ ہو تو کتنے کتنے حصے ملیں گے، مہربانی فرما کر فارمولا بھی لکھ دیں۔ (ریٹائرڈ صوبیدار حاجی نور حسین، ضلع سیالکوٹ)

جواب: ① اگر والد کے انتقال کے وقت کوئی بیٹا بھی زندہ ہو تو زندگی میں فوت ہونے والے بیٹے کی اولاد کو شرعاً دادا کی میراث سے حصہ نہیں ملتا اور بہو بھی اپنے سسر کے ترکے میں حصہ دار نہیں ہوتی۔ تاہم اگر کوئی بیٹا بھی والد کی وفات کے وقت حیات نہ ہو بلکہ اس سے قبل ہی سارے وفات پاجائیں تو ایسی صورت میں پوتوں کو دادا کی میراث سے شرعی قانون کے مطابق حصہ ملتا ہے۔

② البتہ مذکورہ صورت میں زندگی میں فوت ہونے والے بیٹے نے اپنی ذاتی کوئی جائیداد و مال چھوڑا ہو تو وہ ان کی اولاد اور بیوہ میں تقسیم ہو گا۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ مرحوم والد نے بوقت انتقال اپنی ملکیت میں جو کچھ منقولہ و غیر منقولہ مال و جائیداد، دُکان، مکان پلاٹ، زمین، سونا، چاندی، نقد رقم، کپڑے، برتن، غرض ہر طرح کا جو چھوٹا بڑا ساز و سامان چھوڑا وہ سب مرحوم کا ترکہ ہے۔ جس میں سب سے پہلے مرحوم کے کفن، دفن کے متوسط اخراجات نکالے جائیں۔ یہ اخراجات کسی نے اپنی طرف سے بطورِ احسان ادا کر دیئے ہوں تو پھر نکالنے کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد دیکھیں اگر مرحوم کے ذمّے کوئی قرض واجب الادا ہو تو وہ ادا کریں۔ اس کے بعد دیکھیں اگر مرحوم نے کوئی جائز وصیت کی ہو تو بقیہ ترکہ کی ایک تہائی کی حد تک اس پر عمل کریں۔ اس کے بعد جو کچھ بچے اس کے کل بتیس (32) مساوی حصے کریں، جس میں سے بیوہ کو چار (4) حصے اور مرحوم کے بیٹے کو چودہ (14) حصے اور ہر بیٹی کو سات سات (7) حصے دیدیں۔ واضح رہے یہ تقسیم اس وقت ہے کہ مرحوم کی والدہ بھی ان کی زندگی میں وفات پاچکی ہو ورنہ یہ حکم نہیں ہو گا ایسی صورت میں والدہ کے ورثاء کی بھی تفصیل لکھ کر مسئلہ دوبارہ دریافت کر لیا جائے۔ 42 لاکھ روپے اگر دادا کی میراث ہے تو وہ دادا کی زندگی میں فوت ہونے والے بیٹے کی اولاد اور ان کی بیوہ میں تقسیم نہیں ہو گی، اور اگر یہ مرحوم بیٹے کی ذاتی وراثت ہے تو اسے مذکورہ بالا طریقہ پر تقسیم کیا جائے گا۔ ☆☆☆☆

سنہری وروشن باتیں

مولانا عبد السلام حدوٹی جامعہ دار القرآن مری

بخار اور بیماری پر اجر و ثواب

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ کو بخار تھا، میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوا اور پھر عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ کو تو بہت تیز بخار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جی ہاں مجھے تم میں سے دو آدمیوں کے برابر بخار دیا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا یہ اس وجہ سے ہے کہ آپ کے لئے دو اجر ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے زمین پر کوئی مسلمان نہیں جس کو کوئی تکلیف پہنچے مگر (اس کے بدلے) اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو ایسا گراتے ہیں جیسے درخت اپنے پتوں کو گراتے ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

کانٹا چبھنے کا اجر و ثواب

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی مسلمان کو کوئی کانٹا یا اس سے بڑی تکلیف نہیں پہنچتی مگر اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند فرما دیتے ہیں یا اس کی وجہ سے اس کا ایک گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ (ایضاً)

بخار والے کی عیادت پر ارشاد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مریض کی عیادت فرمائی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خوشخبری ہو بیشک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ (نار) میری آگ ہے جو میں بندہ مؤمن پر

دنیا میں اس لیے مسلط کرتا ہوں تاکہ آخرت کی آگ کے بدلے میں اس کا حصہ ہو جائے۔(مصنف ابن ابی شیبہ)

مصیبت کفارہ مؤمن

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب قرآن پاک کی آیت { مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ } نازل ہوئی تو مسلمانوں پر بہت شاق گزرا اور ان میں سے بعض کو (مصیبت) پہنچی بھی۔ انہوں نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: غلو اور کمی کے درمیان درمیان رہو اور درست (راستے پر) رہو۔ ہر مصیبت مسلمان کے لیے کفارہ ہے یہاں تک کہ کوئی کانٹا جو اس کو چبھتا ہے اس میں بھی کفارہ ہے۔(مصنف ابن ابی شیبہ)

بیماری اور عدم بیماری کا عمل

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمانوں میں سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی مگر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے کے لئے لکھ دو جو عمل وہ صحیح ہونے کی حالت میں کرتا رہا (اور اب بیماری کی وجہ سے نہیں کر پاتا) جب تک کہ میری بیڑی میں جکڑا ہوا ہے۔(مصنف ابن ابی شیبہ)

سفر یا بیماری میں عمل

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بیمار ہوا یا سفر میں گیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے وہ عمل لکھ دیتا ہے جو وہ تندرست یا مقیم ہونے کی حالت میں کرتا تھا (جو اب وہ مرض یا سفر کی وجہ سے نہیں کر پاتا)۔(ایضاً)

اس وقت دنیا بھر میں لوگوں کی اکثریت ایسی ہے جو بیمار ہیں، کچھ ان بیماریوں میں بھی اپنی زبان سے کلمات شکر ادا کرتے ہیں مگر کچھ ایسے ہیں جو بیماری کی وجہ سے کلمات شکر کی بجائے ناشکری کے الفاظ بولتے ہیں، ان ناشکری کرنے والوں کے لیے یہ سنہری اور روشن باتیں نسخہ اکسیر سے کم نہیں ہیں، اللہ عمل عطا فرمادے۔ آمین

خاندانی منصوبہ بندی

مولانا حافظ عثمان ریاست بوریوالہ

کرہ ارضی پر اس وقت کروڑوں انسان آباد ہیں، کروڑوں جانور زمین کے اوپر، زمین کے اندر، پانی کی تہہ میں موجود ہیں ان سب کے رزق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے، ان سب کی روزی کا رزاق اللہ تعالیٰ ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بارہویں پارے کے شروع میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ ان سب جانوروں کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔

اسی آیت کی تفسیر میں ارباب تفسیر لکھتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر اللہ تعالیٰ نے انہیں پتھر پر ڈنڈا برسانے کا حکم دیا، آپ نے پتھر پر ڈنڈا مارا اس کے اندر سے ایک اور پتھر نکلا، اس پر بھی ڈنڈا مارنے کا حکم دیا تو اس کے اندر سے ایک اور پتھر نکلا، اس پر بھی ڈنڈا مارنے کا حکم دیا گیا تو اس کے اندر سے ایک اور پتھر نکلا، جس کے اندر ایک کیڑا تھا، جس کے منہ میں سبز رنگ کا پتہ تھا، وہ زبان سے یوں کہہ رہا تھا کہ میرا رب وہ پاک ذات ہے جو مجھے دیکھ رہی ہے، وہ مجھے سن رہا ہے، وہ مجھے کھلا رہا ہے، وہ مجھے یاد رکھتا ہے اور مجھے بھولتا نہیں ہے۔

کائنات جب سے معرض وجود میں آئی ہے اس وقت سے آج تک اور آج سے قیامت تک قدرت کا نظام چلتا رہے گا، سورج شعاعیں بکھیرتا رہے گا، چاند چاندنی دیتا رہے گا، ستارے جگمگاتے رہیں گے، پانی کے دریا بہتے رہیں گے، غلے اگتے رہیں گے،

پھل تیار ہوتے رہیں گے، فروٹ پیدا ہوتے رہیں گے، وہ جس نے یہ نظام بنایا ہے وہ اسے احسن انداز میں چلا بھی رہا ہے۔

مگر حیرت اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہر دور میں مخلوق میں کچھ ایسے حرماں نصیب اور عقل کے اندھے کھڑے ہوتے رہے اور ہو رہے ہیں جو قدرت کے کمالات کو سمجھ نہیں رہے، وہ آبادی کی کثرت کا رونا روتے ہیں اور اس پر کنٹرول کرنے کی اس لیے کوشش کرتے ہیں کہ کہیں یہ پیدا ہونے والا بھوک و پیاس کی وجہ سے مر ہی نہ جائے، گویا پیدا کرنے والے سے زیادہ انہیں اس کی فکر ہے۔

آج سے پہلے بہت سی تحریکیں ایسی معرض وجود میں آئیں جو آبادی پر کنٹرول کا نعرہ لگاتی رہیں، ہمارے پاکستان میں بھی کچھ لوگ بچے دو ہی اچھے کا نعرہ لگاتے رہے، مختلف ادویات تیار کی جاتی رہیں، ماں کے پیٹ میں تیار ہونے والے بچوں کو پیدا ہونے سے پہلے مار دینے کے مکروہ کام کیے جاتے رہے۔

وطن عزیز پاکستان میں سپریم کورٹ کے قاضی القضاۃ نے کچھ عرصہ سے یہ تحریک جاری کر رکھی ہے کہ اب بچے کم پیدا کیے جائیں، وہ بیرون ملک دورے پر گئے تو وہاں جا کر بھی انہوں نے آبادی کنٹرول کرنے کا واویلا کیا، پاکستان میں بھی وہ آبادی کم کرنے کی دہائی دے رہے ہیں، انہوں نے ایک موقع پر کہا کہ میں آبادی کم کرنے کا آغاز اپنے گھر سے کروں گا، اپنے بچوں سے کہوں گا کہ وہ کم بچے پیدا کریں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ کہ تم اپنی اولادوں کو فقر و فاقے کے ڈر کی وجہ سے قتل نہ کرو، ہم انہیں بھی اور تمہیں بھی روزی دیتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں صحابہ کرام نے عزل کرنے کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جو مرضی کر لو اللہ تعالیٰ نے جسے دنیا میں لانا ہوتا ہے وہ لا کر رہتا ہے۔

شراب خانہ خراب

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

مولانا محمودالرشیدحدوٹی

شراب تمام مذاہب میں حرام ہے، مگر دکھ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ وطن عزیز پاکستان میں مسلمان یہ شراب استعمال کرتے ہیں غیر مسلموں کے نام پر، پاکستان کے آئین کے آرٹیکل ۳۷ کی روسے غیر مسلموں کو پرمٹ دینے کی اجازت دی گئی ہے، گزشتہ ماہ ہندو کمیونٹی سے تعلق رکھنے والے رکن قومی اسمبلی ڈاکٹر رامیش کمار نے شراب نوشی کے اجازت ناموں پر پابندی کا بل اسمبلی میں پیش کیا۔

ڈاکٹر رامیش کمار نے اپنی مدلل گفتگو میں یہ بات ثابت کی کہ ہمارے نام پر پاکستان میں جو گھناؤنا جرم کیا جارہا ہے اسے بند کیا جائے، کوئی مذہب بشمول ہندوازم شراب نوشی کی اجازت نہیں دیتا، ڈاکٹر رامیش نے اپنی مذہبی کتابوں سے شراب نوشی کے حرام ہونے پر اراکین اسمبلی کو قائل کرنے کی اپنی سی کوشش کی۔

ڈپٹی سپیکر نے ان کے دلائل کو سننے کے بعد قومی اسمبلی کے ممبران سے پوچھا کہ اس قرارداد کی حمایت کرنے والے لوگ ہاتھ اٹھائیں تو چند ہاتھ اٹھے، یہ ہاتھ جمعیت علماء اسلام، جماعت اسلامی اور پاکستان تحریک انصاف کے لوگوں کے تھے، اس کا مقصد یہ تھا کہ شراب کی بندش کا قانون بننا چاہیے، ان بلند ہاتھوں کو ڈپٹی سپیکر نے کم قرار دیا، پھر ڈپٹی سپیکر نے کہا کہ اس قرارداد کی مخالفت کرنے والے ہاتھ بلند کریں تو اکثریت نے ہاتھ بلند کیے، جس کا مقصد یہ تھا کہ یہ قرارداد پاس نہیں ہونا چاہیے اور غیر مسلموں کے نام پر دی جانے والی شراب کی اجازت بند نہ ہونا چاہیے۔

جن لوگوں نے اس قرار داد کی مخالفت کی ان میں پاکستان پیپلز پارٹی تھی، جس کے بانی جناب ذوالفقار علی بھٹو نے پاکستان کا اسلامی آئین تیار کروایا تھا، پھر اس قرار داد کی مخالفت کرنے والی پاکستان مسلم لیگ نون تھی، جس کے نام میں مسلم کا لفظ آتا ہے، مگر انہوں نے شراب کے اجازت ناموں کے منسوخ ہونے کا قانون نہ بننے دیا۔

جب ڈاکٹر رامیش کمار نے اس رائے شماری کے بعد دوبارہ اس مسئلہ کو شروع کیا تو حزب اختلاف مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی نے احتجاج کیا اور وہ ایوان سے باہر چلی گئی، ان کا کہنا تھا کہ ایوان کی کارروائی ایجنڈے کے بغیر چلائی جارہی ہے۔

اس کے بعد الیکٹرونک میڈیا پر شراب نوشی کے حوالے سے سلیم صافی نے جرگہ میں ہندو اور عیسائی راہنماؤں کو دعوت دے کر مباحثہ کروایا تو ہندو اور عیسائی کمیونٹی کے راہنماؤں نے کہا کہ ہماری کتابوں میں شراب کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ شراب حرام ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے خمر یعنی شراب کو شیطانی عمل بتایا ہے، اس کے گندی چیز ہونے کا اعلان فرمایا ہے، ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اس سے بچو تاکہ تم لوگ کامیاب ہو جاؤ۔ (المائدہ ۹۰)

سورۃ البقرہ میں شراب کے بارے میں واضح کیا گیا کہ اس میں بڑا گناہ ہے۔ سورۃ النساء میں حالت نشہ میں نماز کے قریب جانے سے اس وقت منع کیا گیا تھا جب ابھی شراب حرام نہیں ہوئی تھی، حضرت عمر نے شراب کے حرام ہونے کے بارے میں کسی تسلی بخش آیت کا مطالبہ کیا تھا، جس پر اللہ تعالیٰ نے واشگاف انداز میں شراب کے حرام ہونے کا اعلان فرمایا تھا۔ تو حضرت عمر نے علی الاعلان کہا کہ ہم شراب نوشی سے باز آئے۔

از روئے حدیث شراب نوشی کرنے والے کو جہنم کی پیپ پلائی جائے گی، شراب نوشی کا عادی جنت کی شراب نوشی سے محروم رہے گا۔ (ابوداؤد)

وطن عزیز پاکستان کا مقتدر طبقہ اس وقت پانی پانی پانی پانی کی دہائی دے رہا ہے، ان کا خیال ہے کہ آئندہ کچھ عرصہ میں پانی ختم ہو جائے گا، پانی کی سطح کم ہو جائے گی، اسی وجہ سے قاضی القضاۃ لٹھ لے کر زمین سے پانی نکالنے والی کمپنیوں کے پیچھے پڑ گئے ہیں، اور انہیں بتایا جا رہا ہے کہ تم زمین سے پانی نکال کر بیچتے ہو تو اس کا معاوضہ قومی خزانے میں جمع کرواؤ، پانی والی کمپنیاں پریشان ہیں، ان کے کاروبار ٹھپ ہو رہے ہیں، بس اس ساری کاوش میں ہمارا اتفاق اس بات پر ہے کہ پانی کو ضائع ہونے سے بچایا جائے، نہر کے کنارے بھی وضو کیا جائے تو پانی کا مناسب استعمال کیا جائے، ڈیم بنانا اور پانی کو محفوظ رکھنا حکومت کا کام ہے، اسے اپنی ذمہ داری پوری کرنا ہو گی۔ ذیل میں ہم مفتی نعیم صاحب کا ایک مضمون روزنامہ جنگ کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہے ہیں، (حدوٹی کان اللہ لہ)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا، پھر اسے زمین کے سوتوں میں پرو دیا، پھر وہ اس پانی سے ایسی کھیتیاں وجود میں لاتا ہے جن کے رنگ مختلف ہیں، پھر وہ کھیتیاں سوکھ جاتی ہیں تو تم انہیں دیکھتے ہو کہ پیلی پڑ گئی ہیں، پھر وہ انہیں چُورا چُورا کر دیتا ہے۔ یقیناً ان باتوں میں ان لوگوں کے لیے بڑا سبق ہے جو عقل رکھتے ہیں۔“ ((سورۃ الزمر، آیت ۲۱))

آیت میں اللہ تعالیٰ نے پانی سے وابستہ ان چار نظاموں کا ذکر فرمایا جن کے ہونے سے زندگی موجود ہے اور نہ ہونے سے زندگی مفقود۔ یہ نظام درج ذیل ہیں۔ بارش کا پانی۔ زیرِ زمین پانی کے ذخائر کا نظام۔ زراعت کا نظام۔ زراعت کے نتیجے میں انسانوں اور جانوروں کی خوراک کا نظام۔

آسمان سے بارش کے ذریعے پانی برستا ہے جو زیرِ زمین ذخائر میں تبدیل ہو جاتا ہے، وہاں سے زراعت کے کام آتا ہے۔ کھیتیاں جب پک کر سوکھتی ہیں تو انسانوں کو دانہ ملتا ہے اور زرد بنتی ہیں تو بھس بنتی ہیں جس سے جانوروں کو خوراک میسر ہوتی ہے۔اس لیے پانی انسانی زندگی کا نہایت اہم غذائی جزو ہے۔ ہمارا دو تہائی جسم پانی ہی پر مشتمل ہے۔ پانی جسم انسانی کی بناوٹ اور اس کی مشینری کے اندر افعال انجام دینے میں نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اس کی غیر موجودگی یا کمی کی صورت میں انسانی جسم مختلف خرابیوں سے دوچار ہو جاتا ہے۔ پانی کے ذریعے انسانی جسم میں درج ذیل افعال بخوبی انجام پاتے ہیں۔ یہ خون کو مائع حالت میں رکھنے میں مددگار بنتا ہے۔ غذا کو بڑی آنت کے ذریعے جذب کرنے میں مدد دیتا ہے۔ پانی کی مناسب مقدار کے باعث جسم کا درجۂ حرارت ہر موسم میں معمول پر رہتا ہے۔ یہ جسم سے فاضل مادوں کو پیشاب کے ذریعہ خارج کرتا ہے۔ خوراک کے ہضم ہونے میں مددگار ہے۔ بخار کی حالت میں پانی پلانے سے حدّت دور ہوتی ہے۔

اس کے برعکس اگر جسم میں پانی کی کمی ہو جائے تو خون میں غذائی رطوبتیں شامل ہو جاتی ہیں۔اس کے سبب خون گاڑھا ہو جاتا ہے۔اگر جسم میں پانی کی شدید کمی (ڈی ہائیڈریشن) جنم لے تو درج ذیل کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں۔ نظر کی دھندلاہٹ۔ خشک اور گرم جلد۔ نبض کی رفتار میں اضافہ اور سانس کا پھولنا۔ سماعت کی کمی۔

زندگی کا دارومدار پانی پر ہے، ماہرین کا کہنا یہ بھی ہے کہ دنیا میں برپا ہونے والی تیسری بڑی عالمی جنگ پانی پر ہوگی۔ اگر ہم اس عالمی مسئلے پر قابو پانا چاہتے ہیں تو ہمارے دوسرے مسائل کی طرح اس کا حل بھی ہمیں حضور اکرم ﷺ کی مبارک تعلیمات میں تلاش کرنا ہوگا۔

چنانچہ حدیث پاک میں ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس سے گزرے اس حال میں کہ وہ وضو کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اسراف کیوں ہے؟ تو حضرت سعدؓ نے عرض کیا: کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! اگرچہ تم بہتی نہر پر ہی (وضو کیوں نہ کر رہے) ہو۔ عرض کیا: کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے! حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا" جی ہاں! اگرچہ تم بہتی نہر پر ہی (وضو کیوں نہ کر رہے) ہو"۔

حدیث پر غور کرنے سے پتا چلتا ہے کہ اگر اسراف سے بچیں تو ہم اپنے اس مسئلے پر قابو پا سکتے ہیں کیونکہ اسراف ہی ایک ایسی بیماری ہے جو بڑی سے بڑی نعمت کو وقت سے پہلے ختم کر دیتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جا بجا اسراف سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی مت کرو، یاد رکھو کہ اللہ فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ (سورۃ الاعراف، ۳۱))ایک جگہ تو فضول خرچی کرنے والوں کو شیاطین کا بھائی قرار دیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "یقین جانو کہ فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔

بحیثیت مسلمان ہمیں یہ بھی احساس ہونا چاہیے کہ ہمارا رب ہم پر نظر رکھے ہوئے ہے کہ ہم اس کی نعمتوں کا استعمال کیسے کرتے ہیں، اس کی واضح مثال اللہ کے وہ احکام قرآنی ہیں جس میں خالق کائنات نے بارہا نشان دہی کی ہے۔

سورۂ بنی اسرائیل میں ہے کہ فضولیات میں مال اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ جب کہ سورۃ الانبیاء میں ہے: جن نعمتوں میں تم عیش کرتے ہو، تم سے اس بارے میں (بازپُرس) پوچھا جائے گا۔

یہ آیات اس امر کی جانب نشاندہی کرتی ہیں کہ پانی بھی اللہ کی نعمتوں میں سے ایک ہے اور اس کا بے دریغ استعمال اور اس میں عدم اعتدال اسراف بے جا ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اس بارے میں نہ صرف حساب لے گا، بلکہ اس کے اسراف پر سزا بھی دے گا۔ بحیثیت مسلمان ہمیں اپنی ذمے داریوں کو محسوس کرتے ہوئے پانی کے بے دریغ اور ناجائز استعمال کی روک تھام کرنی چاہیے۔

پانی کا استعمال جہاں دیگر مقامات پر غیر محتاط انداز میں نظر آتا ہے، وہیں بد قسمتی سے مساجد میں وضو خانوں پر بعض افراد نل کھول کر بھول جاتے ہیں کہ پانی مستقل بہہ رہا ہے، یہ بھی اسراف اور پانی کا غیر ضروری استعمال ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا، جو تمہارا جی چاہے کھاؤ اور جو تمہارا جی چاہے پیو، جو چاہو پہنو، جب تک تم دو چیزوں اسراف اور بڑائی سے بچتے رہو۔ حدیث بالا پر غور کرنے سے پتا چلتا ہے کہ اگر ہم اسراف سے بچیں تو ہم اپنے اس اہم مسئلے پر قابو پا سکتے ہیں ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ پانی صرف پینے کی چیز ہی نہیں، بلکہ تمام جانداروں کے وجود کی اساس اور رب کائنات کی توحید پر ایک عقلی دلیل بھی ہے۔ اس لیے قرآن مجید میں ارشاد ہے: ''اور ہم نے پانی سے ہر جاندار چیز پیدا کی ہے، پھر بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے؟'' (سورۃ الانبیاء، ۳۰)

پانی کو نیلا سونا کہتے ہیں، یہ محض ایک عنصر ہی نہیں، بلکہ خدائے وحدہ لاشریک کی قدرتِ کاملہ کا ایک مظہر بھی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''اچھا یہ بتاؤ! یہ پانی جو تم پیتے ہو، کیا اسے بادلوں سے تم نے اتارا ہے، یا اتارنے والے ہم ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے کڑوا بنا کر رکھ دیں۔ پھر تم کیوں شکر ادا نہیں کرتے؟

پانی صرف ہائیڈروجن اور آکسیجن گیس کا ملاپ ہی نہیں، بلکہ انسانی عبادات سے ہماری زراعت تک تمام چیزوں کے وجود کا ضامن بھی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"وہی (اللہ) ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا، جس سے تمہیں پینے کی چیزیں حاصل ہوتی ہیں اور اسی سے وہ درخت اُگتے ہیں جن میں تم مویشیوں کو چراتے ہو۔ اسی سے اللہ تمہارے لیے کھیتیاں، زیتون، کھجور کے درخت، انگور اور ہر قسم کے پھل اگاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان سب باتوں میں ان لوگوں کیلئے بڑی نشانی ہے جو سوچتے سمجھتے ہوں، اس لیے درج بالا مضمون کی روشنی میں اگر میں یہ کہوں کہ "پانی ہی زندگی ہے" تو میرے خیال میں یہ مبالغہ نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس نعمتِ عظمیٰ کی صحیح معنوں میں قدر دانی نصیب فرمائے۔ (آمین) (بشکریہ روزنامہ جنگ)

پانی کے چند مسائل

☼ دھوپ سے گرم ہوئے پانی سے وضو کرنا جائز ہے لیکن بہتر نہیں ہے۔

☼ وضو کرتے وقت جو پانی بدن سے گرتا ہے (اگر بدن پر نجاست حقیقیہ نہ ہو تو وہ مستعمل پانی کہلاتا ہے، مستعمل پانی غیر مستعمل پانی میں مل جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ جب تک مستعمل پانی کی مقدار غیر مستعمل سے کم رہے اس وقت تک اس سے وضو اور غسل جائز ہے اور جب مستعمل پانی کی مقدار غیر مستعمل کے برابر یا اس سے زیادہ ہو جائے تو پھر اس سے وضو اور غسل ناجائز ہے (تعلیم الاسلام حصہ ۳ ص ۱۰۱)

☼ اگر پانی میں کوئی پاک چیز مل جائے تو ایک دو وصف بدل جانے پر بھی وضو کرنا جائز ہے، ہاں جب تینوں وصف بدل جائیں اور پانی گاڑھا ہو جائے تو وضو ناجائز ہو جاتا ہے۔

☼ اگر تالاب شرعی گز سے دو چار گز چوڑا اور پچاس گز لمبا ہو یا چار گز چوڑا اور پچیس گز لمبا یا پانچ گز چوڑا اور بیس گز لمبا ہو تو وہ جاری پانی کے حکم میں ہوتا ہے۔

☼☼☼☼

بلیک نہیں، وائٹ فرائیڈے

ڈاکٹر میمونہ حمزہ

دنیا بھر کے تاجر اپنی آمدنی بڑھانے اور صارف کو متوجّہ کرنے کے لیے مقدور بھر کوشش کرتے ہیں۔ یہ آج کی کہانی نہیں، صدیوں سے ایسا ہی ہوتا چلا آرہا ہے۔ طلب اور رسد کا رشتہ ہمیشہ سے مضبوط رہا ہے۔ کبھی طلب مصنوعی طور پر بڑھائی جاتی ہے، تو کبھی حقیقی طلب کو رسد کی کمی کر کے بڑھایا جاتا ہے۔ نیز کبھی رسد کو اچانک بڑھا کر خوش نُما ذرائع سے طلب پیدا کی جاتی ہے۔

چوں کہ دنیا بھر میں کرسمس بھرپور انداز میں منایا جاتا ہے اور سال کی سب سے زیادہ خریداری اسی مذہبی تہوار کے موقعے پر کی جاتی ہے، جس کے لیے عموماً نومبر کے آخر تک خریداری مکمل کر لی جاتی ہے، تو اسی لیے تاجر اس موقعے پر ''خصوصی سیلز'' کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک بڑی سیل نومبر کے آخری ہفتے میں لگائی جاتی ہے، جسے ''تھینکس گونگ سیل'' کہا جاتا ہے۔

بعض اوقات یہ سیل دس روزہ ہوتی ہے اور اس کا آخری دن، ''سب سے بڑی سیل'' کا دن ہوتا ہے۔ ہفتہ، اتوار امریکا اور مغربی ممالک میں ''ویک اینڈ'' کہلاتا ہے۔ ان دو چھٹیوں سے پہلے والے جمعے کو یہ گرینڈ سیل لگائی جاتی ہے، جسے ''بلیک فرائیڈے'' (کالا جمعہ) کا نام دیا گیا ہے۔

عوام کا جمِ غفیر رات کے آخری حصّے میں شاپنگ مالز کے سامنے جمع ہو جاتا ہے تاکہ صبح دروازہ کھلتے ہی خریداری کر لی جائے۔ خریداری کا حجم کتنا ہوتا ہے؟ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ گزشتہ برس صرف برطانیہ میں صارفین نے ''بلیک فرائیڈے'' پر ۵ بلین پاؤنڈز کی شاپنگ کی، جو ۲۰۱۵ء کی شاپنگ سے پندرہ فی صد زائد تھی۔ اس موقعے پر کچھ اشیاء کی اصل قیمت پر ۸۶ فی صد تک سیل لگائی جاتی ہے۔

اسے " بلیک فرائیڈے " کیوں کہا جاتا ہے ؟ تاریخی طور پر تو کچھ یقین سے نہیں کہا جا سکتا، کیوں کہ اس کی وجہ تسمیہ واضح نہیں، تاہم جو کچھ بیان کیا جاتا ہے، وہ کچھ یوں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ " بلیک فرائیڈے " کا آغاز ۱۸۶۹ء میں امریکا سے ہوا۔

بعض تاریخی شواہد کے مطابق، یہ نام سب سے پہلے ۱۹۶۰ء کی دہائی میں فلاڈیلفیا میں سُنائی دیا اور اس کا استعمال وہاں کے ڈرائیورز اور پولیس اہل کاروں نے کیا، جو ٹریفک کی زیادتی اور شاہ راہوں پر لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے تنگ تھے۔ ایک خیال یہ ہے کہ اس روز بھیڑ کی وجہ سے سڑکوں پر بہت حادثات اور لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں، اس لیے اسے "بلیک فرائیڈے کہا جاتا ہے۔ اگرچہ اس روز سرکاری چھٹی نہیں ہوتی، مگر دفاتر اور دیگر مقامات پر کام متاثر رہتا ہے۔ ورک پلیسز پر حاضری کی کمی اس نام کا سبب ہے۔

کاروباری حلقے اس نام کی ایک الگ ہی توجیہہ بیان کرتے ہیں۔ ۱۹۸۰ء میں ان کی جانب سے اس کا سبب یہ بیان کیا گیا کہ اس روز تاجر اپنی سیل کے ذریعے اتنا فائدہ حاصل کر لیتا ہے، جتنا سال بھر میں نہیں کما سکتا، اس لیے وہ اس کے لیے سال کا سب سے اچھا دن ہوتا ہے۔ کاروبار کی زبان میں نقصان کو سُرخ روشنائی سے لکھا جاتا ہے اور فائدے کو سیاہ روشنائی سے۔ سو اسی حوالے سے اسے "بلیک فرائیڈے " کہا گیا

بہر حال، " بلیک فرائیڈے " کی کام یابی کے بعد تاجروں نے کچھ اور نام بھی متعارف کروائے، جیسے "سائیبر منڈے " جس میں بلیک فرائیڈے کے بعد والے سوموار کو، بچ جانے والے سامان کی " آن لائن شاپنگ سیل " لگائی جاتی ہے تاکہ جو لوگ خریداری سے محروم رہ گئے، وہ بھی فائدہ اٹھا سکیں۔ اسی طرح "گِونگ

ٹیوز ڈے'' بھی ہے، جس میں انفرادی چیریٹی کرنے والے، خیراتی ادارے اور تنظیمیں ضرورت مند افراد کے لیے کرسمس کی خریداری کرتی ہیں۔

۱۹۶۰ء میں کچھ لوگوں نے اس نام کو ''بگ فرائیڈے'' سے تبدیل کرنا چاہا، لیکن اُنھیں کوئی خاطر خواہ کام یابی حاصل نہ ہوئی اور پہلا نام ہی شہرت پا گیا۔ پھر یہ کہ وقت گزرنے کے ساتھ، آج دنیا ایک '' گلوبل ویلیج'' بن چکی ہے اور اس ویلیج کے ایک حصّے کے اثرات، دوسرے حصّے پر بھی لازماً مرتب ہوتے ہیں، تو یہی کچھ '' بلیک فرائیڈے'' کے معاملے میں بھی ہوا۔

اب یہ دن تقریباً پوری دنیا ہی میں منایا جاتا ہے اور اس حوالے سے اپنی روایات، تہذیبی عناصر کی بجائے نقّالی ہی اہم ٹھہری۔ ہماری حالت تو یہ ہے کہ مسلمانوں کے سب سے اہم تہواروں، عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ پر اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں ہوش رُبا اضافہ کر دیا جاتا ہے، لیکن کرسمس سے پہلے ''بلیک فرائیڈے'' کی سیل کا پاکستان سمیت دیگر مسلم ممالک میں بھی زور و شور سے اہتمام ہوتا ہے۔

کسی بھی مسلمان کے لیے '' فرائیڈے'' یعنی '' یومِ جمعہ'' ایک خاص حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ایک خالص اسلامی نام ہے، زمانۂ جاہلیت میں اسے ''عروبہ'' کہا جاتا تھا، مگر جب اسے مسلمانوں کے اجتماع کا دن قرار دیا گیا، تو اس کا نام ''جمعہ'' رکھا گیا۔ یہ مسلمانوں کے لیے عبادت اور خیر و برکت کا دن ہے اور کسی چیز کو سیاہ قرار دینا، بُرے احساس کو ابھارتا ہے، جیسے مقدر کی سیاہی، نامۂ اعمال کی سیاہی۔

اس لیے مسلمان ممالک میں اس لفظ کا جوں کا توں استعمال خاصی ناگواری کا سبب بن رہا ہے۔ اس برس بھی سوشل میڈیا پر اسی نام کی وجہ سے ''بلیک فرائیڈے سیل'' کے بائیکاٹ کی مہم زوروں پر رہی۔ سوچنے کی بات ہے کہ ہم اپنے اتنے پیارے دن کو ''سیاہ نام'' سے کیوں پکاریں؟

سوشل میڈیا پر عوامی شعور بیدار کرنے کی کوشش ہوئی اور اس سیل کے لیے کئی نام بھی تجویز کیے گئے، جن میں ''بلیسڈ فرائیڈے'' اور'' گولڈن فرائیڈے'' بھی تھے۔ ہمارا سعودی عرب کے ایک بازار میں جانا ہوا، تو یہ دیکھ کر دِل خوش ہو گیا کہ یہاں بھی نومبر کے آخری ہفتے کی زبردست سیل موجود تھی، لیکن اس کا نام'' الجمعۃ البیضاء'' تھا اور قیمتوں میں ستّر فی صد تک کمی کی گئی تھی۔ انگریزی میں اسے ''وائٹ فرائیڈے سیل'' لکھا گیا تھا۔

مزید تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ پورے مڈل ایسٹ میں یہ سیل'' وائٹ فریڈے'' ہی کے نام سے ہوتی ہے۔ تاہم، پاکستان میں دونوں ٹرینڈز چل رہے ہیں، کچھ لوگوں نے ''بلیک فرائیڈے'' ہی کے نام سے سیل لگائی اور کچھ نے عوامی امنگوں کے عین مطابق اسے ''وائٹ فرائیڈے'' کا نام دیا۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر عوامی شعور نے مغرب سے مرعوب ہونے کی بجائے'' وائٹ فرائیڈے'' کا بھرپور استقبال کیا، تو بالآخر سیاہی، سفیدی میں ڈھلنے پر مجبور ہو ہی جائے گی، انشاءللہ۔

مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ

اللہ تعالیٰ

اللہ کی ذات کے بارے میں ایک مسلمان کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ اللہ ایک ہے، اللہ ہی عبادت اور بندگی کے لائق ہے، اس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں ہے،، اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ہر بات کو جانتا ہے، اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے، اللہ بڑی قدرت اور طاقت والا ہے، اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے زمین، آسمان، چاند، سورج، ستارے، فرشتے، آدمی، جن، غرض تمام جہان کو پیدا کیا ہے اور اللہ ہی تمام دنیا کا مالک ہے۔ اللہ ہی مارتا ہے اور اللہ ہی جِلاتا ہے، یعنی مخلوق کی زندگی اور موت اسی کے حکم سے ہوتی ہے، اللہ ہی تمام مخلوق کو روزی دیتا ہے، اللہ خود کھاتا نہیں، پیتا نہیں اور نہ ہی سوتا ہے، اللہ خود بخود ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اللہ کو کسی نے پیدا نہیں کیا، اللہ کا نہ باپ ہے، نہ بیٹا ہے، نہ بیٹی، نہ بیوی نہ اس کا کسی سے رشتہ ناتا ہے وہ ان تعلقات سے پاک ہے، سب اللہ کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں ہے اور نہ ہی اس کو کسی چیز کی حاجت ہے، وہ بے مثل ہے کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں ہے، یعنی اس جیسی نہیں ہے، اللہ تمام عیبوں سے پاک ہے، اللہ مخلوق جیسے ہاتھ، پاؤں، ناک، کان اور شکل وصورت سے پاک ہے۔ اللہ نے فرشتوں کو پیدا فرما کر دنیا کے خاص خاص کاموں پر مقرر فرما دیا ہے۔

جادو

اے عائشہ ! کیا تیرا خیال ہے کہ اللہ نے مجھے وہ بات بتادی ہے جو میں نے اس سے پوچھی تھی ؟ (ہاں) میرے پاس دو فرشتے آئے تھے ایک میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس۔ سر والے نے پاؤں والے کو یا پاؤں والے نے سر والے کو کہا : اس آدمی کو کیا تکلیف ہے ؟ دوسرے نے کہا : اس پر جادو ہو گیا ہے۔ پوچھا : کس نے جادو کیا ہے ؟ بولا لبید بن الاعصم نے۔ پوچھا : کس چیز میں ؟ بولا : کنگھی میں، بالوں میں اور کھجور کے گابھے کے گچھے میں۔ پوچھا : یہ چیزیں کہاں ہیں ؟ بولا بئر اروان میں (یعنی اروان کے کنویں میں) حضرت عائشہ (رض) فرماتی ہیں : پھر رسول اللہ ﷺ چند صحابہ کو لے کر اس کنویں کے پاس گئے۔ پھر واپس آئے تو فرمایا : اے عائشہ ! اللہ کی قسم ! اس کنویں کا پانی مہندی کے دھوون جیسا تھا اور اس (کے آس پاس) کی کھجوریں گویا شیطانوں کے سر تھے۔

(مسند احمد، البخاری، مسلم، النسائی)